OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0044, PP: 157-170

نفرت پر مبنی جرائم کے اسباب اور ان کا تدارک خطبہ حجۃ الوداع اور اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں

Causes of hatred based crimes and their redressal in the light of the Khutba Hajja-tul-Wida and the charter of the United Nations

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Dr.Anwar Ali
SST, GHSS Topy, Sawabi
Email: anwaraliphd@gmail.com

Dr.Abd-ur-Rahman Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Univeristy of Ponch Rawala kot AJK
Email: drabdulrehmank@gmail.com

Dr Shahid Amin
Lecturer, Department of Islamic Studies, Hazara University, Mansehra
Email: shahidaminn@live.com

Abstract

This research is to explore causes and preventions of different hatred based crimes in the light of Khutba Hajja tul Wida and the Universal Charter of the United Nations for human rights. The farewell sermon of the Holy Prophet at Arafat was during His last hajj (Pilgrimage) entitled as "Khutba Hajja-tul-Wida". This address was full of advices and instructions not only for the audiences but for the whole humanity. This address is the first comprehensive charter of internationalization in the history of the human.

Some of the crimes and their causes like injustice, racism, favoritism, caste and family differences, revenge, rebellion, interest based economy, corruption, killing, terrorism are common in all the countries of the world. This study elaborates that these crimes is the consequences of imbalance in rights and responsibilities. All of us want to acquire our rights but very few people are willing to fulfil their responsibility and duty. The voice and slogans for human rights are raised everywhere around the world but almost these people violate the laws enacted for human rights themselves. Charter of United Nations also stress on the fulfilment of the human rights but till now it could not control the violence, human right violations,

CC BY

terrorism, killing and other crimes all over the world. Therefore all the laws for a crime-free world should be made in the light of Khutba Hajja-tul-Wida to avoid all types of flaw. As we know that all the sayings of the Holy Prophet (S.A.W) are revealed by Allah Subhana'hu wa'tala.

***Key words:** hatred based crimes, Khutba Hajja-tul-Wida, charter of the United Nations*

تمہید

جرم دنیا میں کہیں پر بھی سرزد ہوتے ہے تو اس کے پیچھے کسی کی حق تلفی پنہاں ہوتی ہے۔ اگر ہر انسان کو اس کے بنیادی حقوق دیئے جائیں تو جرم کا وجود ناپید ہو جائے۔ انہی بنیادی حقوق کی ادائیگی کی اہمیت اور جرم کے خاتمے کا جامع مانع تصور سیدنا محمد کریم ﷺ نے کئی سو سال پہلے دیا تھا۔ خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کے تحفظ اور جرائم کے سدباب میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد 1945ء میں اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو حقوقِ انسانی کا ایک مسودہ منظور کیا، جو "انسانی حقوق کا عالمی منشور"[1] کہلاتا ہے۔

جرائم کے اسباب اور ان کا تدارک خطبہ حجۃ الوداع اور اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں

انسانی تاریخ جتنی پرانی ہے جرائم کی تاریخ بھی اتنی ہے، دورِ جدید بھی جرائم کی داستانوں سے بھرا پڑا ہے اور نت نئے طریقوں سے جرائم کی شرح بڑھتی چلی جارہی ہے۔ دنیا ان جرائم کی سرکوبی کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنے کے باوجود ان کے مکمل خاتمے سے قاصر ہے۔ اس کی ایک وجہ تو جرم کی سزا کا اس کے مطابق نہ ہونا ہے اور دوسری وجہ سفارش و رشوت کے ناسور کی وجہ سے سزا سے بچ جانا ہے اور یوں جرائم کی شرح روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی ہی اس ناسور سے دنیا کی جان چھڑا سکتی ہے۔ ریاست کے قوانین کو احتیاط، غیر جانبداری اور عدل وانصاف سے نافذ کرنا ہی معاشرہ میں جرائم کی شرح کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں وحی کی صورت میں نازل ہونے والے قوانین جو ہر قسم کی بشری کوتاہیوں سے پاک ہیں، کا نفاذ جرائم کا سدباب کر سکتے ہیں۔ اس کے حقیقی فوائد سے معاشرہ اسی وقت مستفید ہو سکتا ہے جب بلا تفریق عوام وخواص پر یہ قوانین برابری کی بنیاد پر نافذ ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ان قوانین کے عملاً نافذ کرکے دکھایا اور اس میں کسی کی رعایت یا سفارش نہیں کی گئی۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها"[2]

"خدا کی قسم اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔"

حجۃ الوداع

نبی رحمت ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ایک ہی حج ادا کیا، اسے دو وجھوں سے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ نے آخری حج وہی کیا اور دوسری وجہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خود اس خطبہ میں آئندہ اس مقام پر نہ مل سکنے کا اشارہ فرمادیا۔ چنانچہ دارمی کی حدیث میں آپ ﷺ کا فرمانِ عالی شان موجود ہے:

"ایها الناس انی والله لا ادری لعلی لا القاكم بعد یومی هذا-"[3]

"اے لوگو! بخدا مجھے معلوم نہیں کہ آج کے بعد میں اس جگہ تم سے مل سکوں گا یا نہیں"۔

جدید دور کے انسانی حقوق کے ارتقاء کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مغرب میں انسانی حقوق کا تصور زیادہ سے زیادہ دو تین صدیاں پرانا ہے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ نے چودہ صدیاں قبل انسانی حقوق کا تصور دنیا کے سامنے پیش کیا اور پھر اس کو بذاتِ خود عملی طور پر نافذ کیا اور ایک نیک معاشرے کو تشکیل دیا۔ اب ہم خطبہ حجۃ الوداع اور اقوامِ متحدہ کے منشور کی روشنی میں نفرت پر مبنی مختلف جرائم، ان کے اسباب اور تدارک کی صورتوں کا جائزہ لیتے ہیں:

1) انتشار و اختلاف

آج تک ہونے والے جرائم کے مختلف اسباب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وجہِ نزاع آپس کا اختلاف اور انتشار ہے۔ قرآن و سنت نے آپس کے اختلاف کو ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ جناب عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطاب فرمایا کہ:

"لاَ تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا-" [4]

"آپس میں اختلاف نہ کیا کرو کیوں کہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو ہلاک اور برباد ہو گئے۔"

اسی اختلاف سے کئی طرح کے گناہ مثلاً غیبت، چغل خوری، بدگمانی، بہتان تراشی وغیرہ جنم لیتے ہیں جس کا انجام لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ، بے عزتی اور قتل و ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے ان تمام جرائم کے سبب یعنی اختلاف سے بچنے کا حکم ہے۔ اختلاف و افتراق سے بچنے کے لیے خطبہ حجۃ الوداع ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے، جس میں نبی ﷺ نے اس سبب کے تدارک کا نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"وقد تركت فيكم ما إن اعتصمتم به فلن تضلوا بعدي أبداً، كتاب الله وسنتي" [5]

"اور تمہارے درمیان، میں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔"

اتفاق و اتحاد اور یکجہتی و یگانگت کی کنجی قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھامنا ہے جس کا حکم اس خطبہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور اس پر عمل کر کے دنیا میں نفرت پر مبنی جرائم کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

انسانوں کے مابین اختلاف و نزاع کے اسباب میں جنس، مذہب اور سیاست اہم ترین ہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور برائے انسانی حقوق کے مطابق جنسی، مذہبی اور سیاسی تفریق کی وجہ سے انسانوں کے بنیادی حقوق پر اثر نہیں پڑنا چاہیے۔ چنانچہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 2 میں درج ہے کہ:

"ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان (یعنی جنرل اسمبلی نے 1948ء میں انسانی حقوق کے عالمی منشور میں جو حقوق ذکر کیے ہیں) میں بیان کئے گئے ہیں، اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔" [6]

2) افتراق اور فرقہ بندی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جابجا افتراق اور فرقہ بندی سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ یہ وہ زہر ہے جو امت کی اجتماعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ چنانچہ کلام الٰہی امت سے خطاب کرتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [7]

"اور اللہ کی رسی کو سب ملکر مضبوطی سے تھامے رکھو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔"

آپس میں توڑ سے بچنا اور جوڑ برقرار رکھنا ہی قرآن کریم کو مطلوب ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ [8]

"بے شک وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر لیا اور کئی گروہ بن گئے، تُو کسی چیز میں بھی ان سے نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے حوالے ہے، پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔"

گروہ بندی و فرقہ پرستی اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت معیوب ہے، اسی لیے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور وہی ان سے نمٹے گا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے امتِ مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل کا پیشگی ادراک کرتے ہوئے، دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے امت کو آخری حج کے موقع پر وصیت و نصیحت فرمائی۔ آپس میں فرقہ بندی اور فرقہ پرستی سے بچنے کے لیے ارشاد فرمایا:

"تعلمون أن كل مسلم أخ للمسلم" [9]

"تم خوب جانتے ہو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔"

یہی مضمون قرآن کریم بھی بیان فرمایا گیا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [10]

"حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لیے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔"

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جب اسے یہ ادراک حاصل ہو گا تو آپس میں تعلقات بہتر ہوں گے اور جماعت بندی اور فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو گا۔

اگرچہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں انجمنیں بنانے کی آزادی دی گئی ہے، چنانچہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 20 میں درج ہے:

"ہر شخص کو پرامن طریقے پر ملنے جلنے، اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔" [11]

اقوام متحدہ کے منشور میں جہاں انجمنیں بنانے کی اجازت دی گئی ہے تو اس کا مقصد بالکل واضح ہے کہ مثبت مقاصد کے لیے انجمن/جماعت بنائی جا سکتی ہے۔

3) نسل پرستی، ذات پات اور خاندانی امتیازات کا خاتمہ

دورِ حاضر کا گھمبیر مسئلہ جو کئی جرائم کا سبب بن رہا ہے وہ ذات پات اور رنگ و نسل کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق ہے۔ نسلی، علاقائی اور قومی تعصبات اپنی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں۔ مغربی ممالک میں کالے و گورے کے درمیان نفرت کا ماحول ہے۔ گورے، کالوں سے امتیاز روا رکھتے ہیں حتی کہ بعض ہوٹلوں میں کالوں کا داخلہ تک ممنوع ہے۔ ہادئ عالم ﷺ نے تعصب کے خاتمے کیلئے آخری حج کے موقع پر نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ حجۃ الوداع میں جہاں اور بہت سے امور کا تذکرہ فرمایا وہیں پر آپس میں نسلی تفاخر اور رنگ نسل، قبیلہ کی بنیاد پر تقسیم سے پیدا ہونے والے جرائم اور ان کے اسباب کا تدارک فرمانے

کے لیے ایک زریں اصول دیا کہ رنگ یا قوم اللہ کے قبولیت اور قربت کا معیار نہیں بلکہ تقویٰ اختیار کرنے والے زیادہ عزت والا ہے۔آپ کے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اور سیرتِ طیبہ کو دیکھا جائے توآپ کا پہلا مؤذن ہی سیاہ فام سیدنا بلال حبشیؓ ہیں۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پرچم تلے بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلمان فارسیؓ، قریشی صحابہؓ اور انصارِ مدینہؓ بِلا تفریقِ نسل، علاقہ یا قوم محبت و بھائی چارے کے ساتھ جمع ہیں۔ نبیِ عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے ہاں قربت کے معیار کی یوں وضاحت فرمائی :

"يا أيها الناس ألا إن ربكم واحد، وإن أباكم واحد، ألا لا فضل لعربي على أعجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأحمر على أسود، ولا لأسود على أحمر إلا بالتقوى" [12]

"اے لوگو ! سنو، بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔خبردار رہو، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔"

یعنی تمام انسان برابر ہیں کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سب کے یکساں حقوق ہیں۔فضیلت و امتیاز کا معیار رنگ، نسل ،زبان ،علاقہ ، قبیلہ ، خاندان یا قوم نہیں بلکہ معیارِ فضیلت تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔جب معاشرہ اس صفتِ تقویٰ سے متّصف ہوگا تو خود بخود معاشرے سے جرائم کم ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے خاندانی امتیازات کا خاتمہ اپنی سیرت سے عملاً کر دیا۔ قریش کے خاندانی امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ تھا کہ وہ لوگ حج کے موقع پر عرفات نہ جاتے اور سیدھا مزدلفہ چلے جاتے۔اور اس کے لیے وہ دلیل یوں دیتے تھے :

"كَانَت قُرَيْش تَقول : إِنَّمَا نَحن حمس أَهل الْحرم۔" [13]

"قریش کہا کرتے تھے کہ ہم اہلِ حرم ممتاز لوگ ہیں۔"

حج کے اہم رکن کی ادئیگی کے لیے نبی دوعالم ﷺ نے عرفات میں جاکر وقوف کیا اور اس خاندانی امتیاز کو ختم فرمادیا اور یہ سبق دے دیا کہ سب انسان برابر ہیں، کسی کے لیے کوئی خاص پرٹوکول نہیں اور نہ ہی کوئی کسی عبادت سے مبرّا ہے۔

اقوام متحدہ کے عالمی منشور کی دفعہ 2 میں ان مذکورہ امتیازات کے خاتمہ کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔

4) عورتوں پر ظلم

دنیا میں ناانصافی اور جرائم کے جہاں اور کئی اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب عورتوں کی حق تلفی بھی ہے۔ بیوی، بیٹی، ماں اور بہن کی حیثیت سے ان کو ان کا جائز حق نہ دینا کئی جرائم کا سبب بنتا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل یعنی زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔اس وقت کے معاشرے میں عورت کی حیثیت صرف سامانِ لذت کی تھی۔ معاشرتی و معاشی ہر لحاظ سے بے بس و بے نوا تھی۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے روتی، بلکتی اور ظلم کی چکی میں پستی ہوئی عورت کے زخموں پر مرہم رکھ کر اس کے جائز و حقیقی حیثیت کو متعین کیا۔ تفصیلاً آخری حج کے دنوں میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے علاوہ ان کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمان مبارک ہے:

"أيها الناس إن لكم على نسائكم حقاً، ولهن عليكم حقاً." [14]

"اے لوگو! بیشک تمہاری عورتوں پر تمہارا حق اور ان کا تم پر حق ہے۔"

اسی طرح سے میاں بیوی کے ایک دوسرے پر عائد مختلف حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی ذمہ داری سے تم نے انہیں بیوی بنایا اور اللہ کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال بنایا۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارے بستر پر وہ کسی کو نہ آنے دیں لیکن اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسے مارو کہ وہ نمودار نہ ہو اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ۔" [15]

ان وصایا سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد و عورت ان حدود کی پابندی کریں تو کئی سارے جرائم کا سد باب ہو جائے گا۔ دنیا میں اکثر جھگڑے میاں بیوی کے ایک دوسرے کی حق تلفی سے شروع ہوتے ہیں اور خاندانوں کے خاندان اس دشمنی کی لپیٹ میں آکر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع ان خاندانی رنجشوں کو دور کرنے کے لیے آپس کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے تاکہ یہ کدورتیں کہیں کسی بڑے جرم کا سبب نہ بن جائے۔

اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ 2 میں جنس کی بنیاد پر تفریق سے منع کیا گیا۔اسی طرح دفعہ 16 میں "مرد و زن کو شادی کرنے، آزادانہ نجی زندگی گزارنے اور نکاح کے معاہدے کو ختم کرنے کے معاملات میں مساوی حقوق حاصل ہیں۔علاوہ ازیں شادی جانبین کی مکمل آزادی اور رضا سے ہوگی۔" [16]

شریعت اسلامیہ میں بھی نکاح، ازدواجی زندگی میں مرد و عورتوں کو برابری کے حقوق دیے ہیں۔مگر گھریلو معاملات میں مرد کو ایک درجہ برتری دی ہے تاکہ گھر کا نظام احسن طریقے سے چل سکے۔اسی طرح نکاح کے فسخ کے معاملہ میں بھی شریعت اسلامیہ نے ایک جانب تو مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا تو دوسری جانب عورت کو بھی خلع کے ذریعہ نکاح ختم کرنے کا اختیار دیا ہے۔ مغربی معاشرہ کا خاندانی نظام اسی لیے تباہ ہے کہ وہاں کے قوانین مرد و عورت کی فطرت، مزاج اور ذمہ داریوں کو سمجھے بغیر بنائے گئے ہیں۔

5) قانون شکنی اور بغاوت

جرائم کے وقوع کی ایک بڑی وجہ بادشاہِ وقت کی عدم اطاعت یعنی ملکی قوانین سے بغاوت ہے جس کے نتیجے میں کئی طرح کی نافرمانیاں جنم لیتی ہیں۔ لیکن میرے آقا ﷺ نے اس کا بھی پیشگی نوٹس لیا اور امت کو حجۃ الوداع کے موقع پر خبردار کیا کہ رنگ و نسل کے لحاظ سے تم سے کمتر آدمی بھی اگر تمہارا حکمران بن جائے تو اس کی اطاعت کرنا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

"اسمعوا وأطيعوا، وإن أمر عليكم عبد حبشي، ما أقام فيكم كتاب الله عز وجل." [17]

"اگر کٹی ہوئی ناک کا کوئی حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو اللہ کی کتاب کے موافق لے کر چلے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔"

اجتماعیت اور امیر کی اطاعت پر قرآن وسنت اور سیرتِ طیبہ میں بہت تاکید وارد ہوئی ہے۔اسی طرح اقوام متحدہ کا منشور بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ:

"قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پالنے کے برابر کے حقدار ہیں اس اعلان کے خلاف جو تفریق کی جائے یا جس تفریق کے لیے ترغیب دی جائے، اس سے سب برابر کے حقدار ہیں۔" [18]

6) بدلہ در بدلہ کی رسم کا خاتمہ

عربوں میں خاندانی دشمنی نسل در نسل چلا کرتی تھی اور کئی دہایاں دشمنی کی آگ سرد نہ ہوتی ۔ نتیجتاً بیسیوں افراد قتل ہوتے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے خاندانی دشمنیاں ختم کرنے کے لیے اولاً اپنے خاندان کے خون کو معاف فرمایا تاکہ بدلے کی آگ بجھے اور آپس میں اخوت و بھائی چارہ قائم ہو۔ خطبہ حجۃالوداع کے موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"ودماء الجاهلية موضوعة، وإن أول دم أضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب"[19]

"میں جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا ہے۔"

یعنی آپس کے جتنے جھگڑے ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے، میں آغاز اپنے گھر سے کرتا ہوں ۔ ربیعہ بن حارث نبی خاتم ﷺ کے چچا حارث کے بیٹے تھے ۔ بچپن میں کسی خاندان میں دودھ پینے کے لیے بھیجا گیا تھا تو وہاں بنو ہذیل نے اس کو قتل کر دیا۔ قبائلی روایات کے مطابق اس کا بدلہ لینا، ان کے ذمے تھا۔ یہ بچہ نبی کریم ﷺ کے گھر کا بچہ تھا اس کے خون کو معاف فرما کر آپ ﷺ نے اپنے عمل سے خاندانی دشمنیوں کو ختم کرنے کی روایت قائم کی۔ اقوام متحدہ کے منشور کی دفعہ 10 میں یہ بات درج ہے:

"ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کا تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے بارے میں مقدمہ کی سماعت آزاد اور غیر جانب دار عدالت کے کھلے اجلاس میں منصفانہ طریقے پر ہو۔"[20]

گویا کسی بے گناہ کو سزا دینا تو درکنار کسی مجرم کو اپنی صفائی کا آزادانہ موقع نہ دینا، اس کے حقوق کی عدم ادائیگی شمار ہو گی۔

7) سود کو ختم کرنا

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو حرام مال کھانے سے منع فرمایا ہے اور اس کی تاکید جا بجا قرآن کریم میں موجود ہے۔ یعنی ہر وہ ذریعہ جسے قرآن و سنت نے ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اس سے احتراز کرنا ہر مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ کیوں کہ حرام و ناجائز طریقہ سے جمع کیا ہوا مال کئی گناہوں اور جرائم کا سبب بنتا ہے اسی لیے اس ذریعہ و وسیلہ ہی کو منع فرما دیا۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠ ﴾[21]

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔"

یعنی سود، رشوت، کسی کا حق غصب کرنا، وغیرہ جتنے طُرق، حرام آمدن کے ہیں وہ سب کے سب ممنوع ہیں۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ اور حلال مال کے استعمال کا حکم دیتے ہوئے امتِ مسلمہ سے فرماتے ہیں کہ:

"﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾" [22]

"اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور اللہ کا

شکر ادا کرو، اگر واقعی تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو۔"

حرام سے بچنا اور حلال کو استعمال کرنا شریعت کو مطلوب ہے۔ جب انسان پاکیزہ اور حلال آمدن کی سعی و کوشش کرے گا تو خود بخود حرام اور ممنوع مال سے محفوظ رہے گا۔ موجودہ زمانے میں جو معاشی بحران ہے اور جس نے مغربی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور ایک بڑی تعداد بینکوں اور کمپنیوں کی دیوالیہ ہو چکی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں مہنگائی اور افراطِ زر روز افزوں ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں اس کا حل اور تدارک موجود ہے۔ موجودہ معاشی بحران کی اساس سودی نظامِ معیشت ہے۔ پیغمبرِ کریم ﷺ نے اس لعنت سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور معاشرے سے اسے ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے اپنے خاندان کے سود کو معاف فرمایا۔ سود ایک ایسا ناسور ہے جو معاشرے کو کھوکھلا کر دیتا ہے اور معاشرتی اقدار ایثار، قربانی، بھائی چارہ، ہمدردی، وغیرہ کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ اسی لیے اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [23]

"حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔"

چنانچہ اسی حکم کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے سامنے سود کی حرمت بیان کرتے ہوئے اسے ختم کرنے کا آغاز اپنے خاندان سے کیا اور ارشاد فرمایا:

"ألا وإن ربا الجاهلية موضوع،قضى الله أنه لا ربا، وأول ربا أضع من ربانا ربا عباس بن عبد المطلب، فإنه موضوع كله" [24]

"جاہلیت کے زمانے کا سود موقوف کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو ممنوع قرار دیا اور سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔"

8) کرپشن و بدعنوانی

آج کے دور کا ایک عام جرم کرپشن اور بدعنوانی ہے جس میں اس وقت پوری دنیا گرفتار ہے۔ کرپشن ایسا ناسور ہے جو پورے نظام کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی نچلی سطح سے حکومتی ایوانوں تک کرپشن زندگی کا ناگزیر جزو سمجھا جاتا ہے۔ جس کا جتنا بس چلتا ہے وہ کرپشن سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ ہر محکمے اور ہر ادارے کو اس مشکل کا سامنا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ بدعنوانی اور کرپشن کو قوانین کے ذریعہ ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ جب تک عوام و خواص میں احساسِ جوابدہی نہ پیدا ہو نیز اعمال کی بازپُرس کا یقین پختہ نہ ہو، اس وقت تک بدعنوانی کا خاتمہ ممکن نہیں۔ رسولِ ہاشمی ﷺ نے امت وسط کیلئے راہِ راست پر رہنے کا یہی نسخۂ کیمیا عطا کیا ہے اور اس کی نظیر دنیا کے دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ یعنی عقیدہ آخرت، خدا کے حضور پیشی، اعمال کے بارے میں سوال، اپنے کیے ہوئے اعمال کا جواب دینا اور پھر اعمال کی جزا و سزا کا ملنا۔ جیسے قرآن کریم میں آیا ہے:

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ [25]

"لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا تھا۔ تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔"

بندہ جب یہ یقین رکھے گا کہ میں اپنے ہر عمل کا خدا کے آگے پیشی کے وقت جواب دہ ہوں تو جرم کی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرے گا اور غلط قدم اُٹھاتے ہوئے ہزار بار سوچے گا۔ اچھے یا بُرے عمل کی جوابدہی کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

"وإنكم ستلقون ربكم فيسألكم عن أعمالكم-" [26]

"دیکھو عنقریب تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔"

معلوم ہوا کہ انسان کے اندر رب کے حضور پیشی کا جذبہ بیدار ہو تو بدعنوانی و کرپشن تو کیا کسی بھی جرم کے قریب بھی نہیں جائے گا۔

9) ماتحتوں کی حق تلفی

شافعِ محشر ﷺ نے اپنے آخری حج کے موقع پر زندگی کے مختلف پہلوؤں سے انسانی حقوق کی عدم ادائیگی اور کوتاہی کا تدارک کرنے کے لیے وعظ و نصیحت فرمائی۔ ان میں سے ایک حق ماتحتوں کا ہے جس سے عام طور پر پہلو تہی کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں کئی جرائم جنم لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین فرمائی اور انہیں اپنی طرح کا لباس اور خوراک مہیّا کرنے کی تاکید فرمائی۔

"أرقاءكم أرقاءكم أطعموهم مما تأكلون، واكسوهم مما تلبسون" [27]

"تمہارے غلام تمہارے ہیں جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی انہیں بھی پہناؤ۔"

یعنی اسلام کی تعلیمات تمام انسانوں کی برابری اور مساوات کے درس پر مبنی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے خاص طور پر مظلوم طبقوں یعنی عورتوں، غلاموں، ماتحتوں، یتیموں وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا ہے کیونکہ بعض اوقات یہی ناانصافی اور حق تلفی ان کے اندر انتقام کی آگ بھڑکا دیتی ہے اور ان کو جرم کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ لہٰذا سدِّ ذرائع کے طور پر ان کے حق کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔

10) دہشت گردی اور قتل و غارت گری

موجودہ حالات میں ایک بڑا اور عظیم جُرم جو روز بروز بڑھ رہا ہے اور اس کے سبب سے انسانی برادری میں امن و سکون، آپس میں الف و محبت، بھائی چارہ اور تحمل کے امکانات بھی عنقا ہو رہے ہیں یعنی دہشت گردی اور اس کے نتیجے میں قتل و غارت گری کے بازار کا گرم ہونا۔ اس کا سامنا آج دنیا کے کم و بیش ہر ملک کو ہے۔ اس کی وجوہات سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر اس کے تدارک کے لیے سیرتِ سرورِ عالم ﷺ کو دیکھا جائے تو ہمیں اس کا حل مل سکتا ہے۔ حجۃ الوداع کے خطبہ کے دوران آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری نسلِ انسانی کی عزت، جان اور مال کی حرمت بیان فرمائی:

"فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا" [28]

"بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔"

دینِ اسلام امن کا پیغام دیتا ہے نیز اوروں کو سلامتی کا دامن تھامنے کا درس دیتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اس دین کا نام اسلام رکھا ہے جو امن و سلامتی سے ماخوذ ہے۔ اپنے معنی کے اعتبار سے یہ دین سراپائے سلامتی ہے اور تمام انسانیت کو امن و

سلامتی، اعتدال و توازن، محبت و رواداری، صبر اور برداشت و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔ کسی بھی قسم کے اختلاف کی بنیاد پر کسی کو کافر، مشرک یا بدعتی قرار دینے والے اور اس بنا پر انہیں قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کریم اور خاتم النبیین ﷺ کے ہاں مومن کی عزت و جان کی اہمیت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں حضور ﷺ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے۔ آپ نے تو ایک موقع پر یہاں تک مومن کی عزت و حرمت کو بیان فرمایا کہ اس کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا بھی گناہ ہے۔ سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

"لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ"[29]

''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔''

اسلام نے مسلمان کو اتنی احتیاط کا حکم دیا ہے۔ آج اگر دنیا میں قتل و غارت گری اور دہشت گردی کا عفریت قابو سے باہر ہے اور مسلم و غیر مسلم سب اس سے پریشان ہیں تو کی وجہ تعلیماتِ نبویہ سے دوری ہے۔ اگر صرف اسی خطبہ حجۃ الوداع کو انسان اپنے لیے مشعلِ راہ بنا لے تو جُرم کی دنیا تاریک ہو جائے گی۔

اقوامِ متحدہ کے منشور برائے انسانی حقوق کی پہلی دفعہ میں یہ بات درج ہے کہ:

"تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ اس لیے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔"[30]

خلاصہ کلام/سفارشات

نبی کریم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع بین الاقوامیت کا پہلا جامع مانع منشور ہے، جو آج بھی ہمارے لیے اور پوری دنیا کے لیے راہ نما ہے۔ اس مقالہ میں خطبہ حجۃ الوداع اور اقوام متحدہ کے عالمی منشور برائے انسانی حقوق کی روشنی میں چند قابل نفرت جرائم کے اسباب و تدارک سے متعلقہ گفتگو کی گئی ہے۔ ان جرائم میں انتشار و اختلاف، افتراق اور فرقہ بندی، نسل پرستی، ذات پات اور خاندانی امتیازات، عورتوں پر ظلم، قانون شکنی اور بغاوت، بدلہ در بدلہ کی رسم، سودی نظامِ معیشت، کرپشن و بدعنوانی، ماتحتوں کی حق تلفی، دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے اسباب اور ان کے تدارک کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ مذکورہ جرائم کے اسباب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حقوق و فرائض میں عدم توازن ان جرائم کا بنیادی سبب ہے۔ آج دنیا میں حقوق کا نعرہ ہر جگہ بلند کیا جاتا ہے، لیکن اس دوران اپنے فرائض سے پہلو تہی اختیار کی جاتی ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو دوسرے کا حق ہے وہ آپ کا فریضہ ہے، اور جو آپ کا حق ہے وہ دوسرے کا فریضہ ہے۔ ہم اپنے حقوق کے معاملے میں حساس ہوتے ہیں لیکن فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اس دوران اپنے ذاتی مفادات، خواہش نفس اور انا آڑے آجاتی ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی حقوق و فرائض کا ایک جامع منشور نبی کریم ﷺ نے پیش کیا جو رہتی دنیا کے لیے امن و آشتی کا ضامن ہے۔ ظاہر ہے یہ منشور اللہ جل و علیٰ شانہ کی جانب سے آقائے نامدار ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچا ہے۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات انسانوں کے مزاج و فطرت سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لیے اس کا بتایا ہوا منشور ہی انسانوں کو تباہی سے بچا سکتا

ہے۔اسی طرح اقوام متحدہ کے منشور برائے انسانی حقوق میں بھی انسان کی عزت و حرمت سے متعلقہ دفعات موجود ہیں۔لیکن ان میں کہیں کہیں خلا نظر آتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ اس منشور کو بنے ہوئے تقریباً پون صدی گزر چکی ہے، لیکن حق تلفیوں کا معاملہ ہر جگہ موجود ہے۔خاص طور پر انہی ممالک کی جانب سے حق تلفیاں سامنے آتی ہیں جو اس منشور کے سب سے بڑی دعویدار ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خطبہ حجۃالوداع کی روشنی میں متوازن حقوق و فرائض کا عملی نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ دنیا میں انسانی حقوق سے متعلقہ عدم توازن کی سرکوبی کی جاسکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی حوالہ جات

[1] اس وقت ہمارے پیشِ نظر "انسانی حقوق کا عالمی منشور" کا وہ متن ہے جو محکمہ اطلاعاتِ عامہ اقوام متحدہ-نیویارک نے ۱۹۶۵ء میں شائع کیا۔اسی طرح انگریزی متن بھی Universal Declaration of Human Rights کے نام سے یواین کی آفیشل ویب سائٹ سے مندرجہ ذیل لنک سے ڈاؤن لوڈ کیا گیا ہے:

http://www.un.org/en/universal-declaration-human-rights/index.html

مذکورہ منشور تمہید، اور ۳۰ دفعات پر مشتمل ہے۔ان دفعات میں انسانی جان کی عزت و حرمت، شخصی آزادی، غلامیت کے خاتمے، قانون کی نظر میں مساویانہ حقوق، چادر و چاردیواری میں مداخلت سے ممانعت، نقل و حرکت کی آزادی، مردوں اور عورتوں کی مساوات، اظہار رائے کی آزادی، حکمرانوں کا انتخاب عوام کی رائے پر، صحت اور فلاح بہبود کے حقوق اور مفت بنیادی تعلیم سمیت کئی انسانی حقوق کا تذکرہ موجود ہے۔

[2] ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی، صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ — بیروت، ط۔دوم: ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، ج: ۱۰، ص: ۲۴۸

Muḥammad bin Ḥabbān, Al-Iḥsān fi Taqrīb Ṣaḥīḥ ibn-e-ḥabbān, (M,assisah al-risālah, Berūit:Edition 2nd,1993ac),Vol:10,PP:248

[3] دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابو محمد، السنن الدارمی، دار الکتب العربی، بیروت، ط۔اول: ۱۴۰۷ھ، رقم الحدیث: ۲۲۷، ج: ۱، ص: ۸۶

Dārmī, 'bd Allāh bin 'bd al-Rahmān, Sunan al-Dārmī,(Dār al-Kutub al-'rabī, Berūit:Edition 1st , 1407ah),Ḥadith #227,Vol:01,PP:86

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ الجعفی، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، الیمامہ — بیروت، ط۔اول، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۲۴۱۰، ج: ۳، ص: ۱۲۰

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ, (Dār Ṭwq al-Najāt, Egypt:Edition 1st , 1422ah),Ḥadith #2410, Vol:03,PP:120

[5] احمد غلوش، السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط۔اول ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، ص: ۶۷۰

Aḥmad Ghalwsh, Al-Sīrah Al-Nabwiyyah wa al-Da'wah fī al-'hd al-Madanī, (M,assisah al-risālah,Lil-Nashr wa al-Tawzī',Berūit: Edition:1st,2004ac),PP:670

[6] انسانی حقوق کا عالمی منشور، محکمہ اطلاعات عامہ اقوام متحدہ-نیویارک، جون ۱۹۶۵ء، دفعہ ۲

Insānī Ḥuqūq kā 'ālmī Manshūr, Department of Public Information United Nation, New York, June,1965, Act 02

[7] آل عمران : ۱۰۳

Aāl-e-Imran, Verse:103

[8] الانعام: ۱۵۹

Al-An'ām, Verse: 159

[9] عماد الدین خلیل، دراسۃ فی السیرۃ، دار النفائس—بیروت، ط-دوم: ۱۴۲۵ھ، ج: ا، ص: ۳۲۵

'mād al-dīn Khalīl, Dirāsat fī al-Sīrah, (Dār al-Nafā,s, Berūit: Edition:2nd, 1425ah), Vol:01,PP:325

[10] الحجرات: ۱۰

Al-Ḥujrāt, Verse:10

[11] انسانی حقوق کا عالمی منشور، محولا بالا، دفعہ ۲۰

Insānī Ḥuqūq kā 'ālmī Manshūr, Department of Public Information United Nation, New York, June,1965, Act 20

[12] احمد بن محمد بن حنبل، ابو عبداللہ، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالہ، ط-اول ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء، رقم الحدیث: ۲۳۴۸۹، ج: ۳۸، ص: ۴۷۴

Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal, (M,assisah al-risālah, Berūit:Edition 1st, 1421ah),Ḥadith # 23489, Vol:38,PP:474

[13] السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، الدر المنثور، دار الفکر—بیروت، ج: ا، ص: ۵۴۶

Al-Syūṭī, 'bd al-Raḥmān bin Abī Bakar, Jalāl al-dīn, Al-Durr al-Manthūr, (Dār al-Fikr, Berūit), Vol:01,PP:546

[14] ابو شُهبہ، محمد بن محمد بن سویلم، السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ، دار القلم—دمشق، ط-ہشتم: ۱۴۲۷ھ، ج: ۲، ص: ۵۷۳

Abū Shuhbah, Muḥammad bin Muḥammad bin Suwylum, Al-Sīrah Al-Nabwiyyah 'la Ḍaw, al-Qurān wa al-Sunnah, (Dār al-Qalam, Demshaq:Edition:6th , 1427ah), Vol:02,PP:573

[15] احمد غلوش، السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط-اول ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء، ص: ۶۷۲

Aḥmad Ghalwsh, Al-Sīrah Al-Nabwiyyah wa al-Da'wah fī al-'hd al-Madanī, (M,assisah al-risālah,Lil-Nashr wa al-Tawzī',Berūit: Edition:1st, 2004ac),PP:672

[16] انسانی حقوق کا عالمی منشور، محولا بالا، دفعہ ۲، ۱۶

Insānī Ḥuqūq kā 'ālmī Manshūr, Department of Public Information United Nation, New York, June,1965, Act 02,16

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار ابن کثیر، الیمامہ—بیروت، ط-سوم، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، ج: ۶، ص: ۲۶۱۲

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ,(Dār ibn-e-Kathir, Al-Yamāmah,

Berūit:Edition:3rd, 1987ac), Vol:06,PP:2612

18 انسانی حقوق کا عالمی منشور، محولا بالا، دفعہ ۰۷

Insānī Ḥuqūq kā 'ālmī Manshūr, Department of Public Information United Nation, New York, June,1965, Act 07

19 ابو شُهبہ، محمد بن محمد بن سویلم، السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ، ج:۲، ص:۵۷۳

Abū Shuhbah, Muḥammad bin Muḥammad bin Suwylum, Al-Sīrah Al-Nabwiyyah 'la Ḋaw, al-Qurān wa al-Sunnah, Vol:02,PP:573

20 انسانی حقوق کا عالمی منشور، محولا بالا، دفعہ ۱۰

Insānī Ḥuqūq kā 'ālmī Manshūr, Department of Public Information United Nation, New York, June,1965, Act 10

21 البقرۃ: ۱۸۸

Al-Baqarah, Verse:188

22 البقرۃ: ۱۷۲

Al-Baqarah, Verse:172

23 البقرۃ: ۲۷۵

Al-Baqarah, Verse:275

24 ابو شُهبہ، محمد بن محمد بن سویلم، السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ، دار القلم – دمشق، ط۔ ہشتم: ۱۴۲۷ھ، ج:۲، ص:۵۷۳

Abū Shuhbah, Muḥammad bin Muḥammad bin Suwylum, Al-Sīrah Al-Nabwiyyah 'la Ḋaw, al-Qurān wa al-Sunnah, Vol:02,PP:573

25 النازعات: ۴۰، ۴۱

Al-Nāz'āt, Verse:40-41

26 عماد الدین خلیل، دراسۃ فی السیرۃ، دار النفائس – بیروت، ط۔ دوم: ۱۴۲۵ھ، ج:۱، ص: ۳۲۵

'mād al-dīn Khalīl, Dirāsah fī Sīrah, (Dār al-Nafā,s, Berūit,Edition 2nd, 1425ah), Vol:01,PP:325

27 الشامی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دار الکتب العلمیۃ بیروت – لبنان، ط۔ اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، ج:۸، ص:۴۷۰

Al-Shāmī, Muḥammad bin Yūosaf Al-Ṣāliḥī, Subul al-Hudā wa al-Rishād fī Sīrat Khyr al-'bād,(Dār al-Kutub al-'lmiyyah, Berūit, Lubnan: Edition 1st,1993ac),Vol:08,PP:470

28 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، الیمامہ، بیروت، ط۔ اول، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۱۷۳۹، ج:۲، ص:۱۷۶

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ, (Dār Ṭwq al-Najāt, Egypt:Edition 1st , 1422ah),Ḥadith #1739,Vol:02,PP:176

29 نیشاپوری، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ط۔ن، رقم الحدیث: ۲۶۱۷، ج:۴، ص:۲۰۲۰

Nīshāpūrī, Abū al-Ḥusain Muslim bin al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Dār Iḥyā, al-turāth al-'rabī,Berūit), Ḥadith # 2617, Vol:04,PP:2020

[30] انسانی حقوق کا عالمی منشور، محولا بالا، دفعہ ا

Insānī Ḥuqūq kā 'ālmī Manshūr, Department of Public Information United Nation, New York, June,1965, Act 01